حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فوجی نظام

روبینہ سہیل ☆

محترمہ روبینہ سہیل نے کچھ عرصہ قبل علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد سے ''حضرت عمر فاروق کے عسکری خطوط وفرامین'' کے عنوان سے ایم فل (علوم اسلامیہ) کے لیے مقالہ تحریر کیا تھا۔

زیرِ نظر تحریر ان کے اسی مقالہ سے ماخوذ ہے' موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر ہدیۂ قارئین کی جارہی ہے۔

اسلام سے پہلے دنیا میں اگرچہ بڑی بڑی عظیم الشان سلطنتیں گزر چکی ہیں۔ جن کی بقیہ یادگاریں خود اسلام کے عہد میں بھی موجود ہیں۔ لیکن فوجی نظام جہاں جہاں تھا' غیر منظم اور اصول ریاست کے خلاف تھا۔ روم کبیر میں جس کا تمدن کسی زمانے میں تمام دنیا پر چھا گیا تھا' فوج کے انتظام کا یہ طریقہ تھا۔

فوجی نظام رومن ایمپائر میں:

> ''ملک میں جو لوگ نام ونمود کے خواہش مند ہوتے تھے اور سپہ گری وسپہ سالاری کا جوہر رکھتے تھے۔ ان کو بڑی بڑی جاگیریں دی جاتی تھیں' اور یہ عہد لیا جاتا تھا کہ جنگی مہمات کے وقت اس قدر فوج لے کر حاضر ہوں گے''۔(۱)

یہ لوگ تمام ملک میں پھیلے ہوئے تھے اور خاص خاص تعداد کی فوجیں رکھتے تھے لیکن ان فوجوں کا تعلق براہ راست سلطنت سے نہیں ہوتا تھا۔ اس وجہ سے اگر یہ لوگ کبھی علم بغاوت بلند کرتے تھے' تو ان کی فوج ان کے ساتھ ہوکر خود سلطنت کا مقابلہ کرتی تھی۔ اس طریقہ کا نام جاگیردارانہ نظام تھا اور یہ فوجی افسر بیرن کہلاتے تھے۔ اس طریقے نے یہ وسعت حاصل کی کہ بیرن (Baron) لوگ بھی اپنے نیچے اس قسم کے جاگیردار اور علاقہ دار رکھتے تھے اور سلسلہ بسلسلہ بہت سے طبقے قائم ہوگئے تھے۔

☆ سینئر لیکچرر۔ فوجی فاؤنڈیشن گرلز کالج۔ راولپنڈی

فوجی نظام فارس میں :

ایران میں بھی تقریباً یہی دستور تھا۔ فارس میں اس قسم کے جاگیردار اور زمین دار، موزبان اور دھقان کہلاتے۔ اس طریقے نے روم کی سلطنت کو دراصل برباد کر دیا تھا۔ آج یہ بات تسلیم کی جانے لگی کہ یہ طریقہ نہایت غیر موزوں تھا۔

فوجی نظام فرانس میں :

فرانس میں ۱۱۵۱ء تک کوئی تنخواہ یا روزینہ وغیرہ نہیں ہوتا تھا۔ فتح کی لوٹ میں جو مل جاتا تھا وہی قرعہ ڈال کر تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ ایک زمانے کی بعد کچھ ترقی ہوئی تو وہی روم کا جاگیردارانہ نظام قائم ہوگیا۔ چنانچہ اسلام کے بعد ۱۵۷ء تک یہی طریقہ جاری رہا۔ (۲)

عرب میں شاہان یمن وغیرہ کے ہاں فوج کا کوئی با قاعدہ نظام نہ تھا۔ اسلام کے آغاز تک اس کی ضرورت ہی نہیں پیش آئی۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے عہد میں خلافت کے پہلے سال غنیمت سے جس قدر بچا وہ سب لوگوں پر دس دس درہم کے حساب سے تقسیم کر دیا گیا۔ دوسرے سال آمدنی زیادہ ہوئی تو یہ تعداد دس سے بیس تک پہنچ گئی۔ لیکن نہ فوج کی کچھ تنخواہ مقرر ہوئی نہ اہل فوج کا کوئی رجسٹر بنا۔ نہ کوئی محکمہ جنگ قائم ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ کی اوائل خلافت تک یہی حال رہا۔ لیکن ۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے اس شعبہ کو اس قدر منظم اور با قاعدہ کر دیا کہ اس دور کے لحاظ سے تعجب ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ کا فوجی نظام :

حضرت عمرؓ نے ۱۵ھ میں ولید بن ہشام کے مشورہ سے نہایت وسیع اور منظم محکمہ فوج قائم کیا، اور قریش وانصار کے نام درج رجسٹر کرا کے باختلاف مدارج ان کی تنخواہیں مقرر کیں۔ جنکی مقدار دو سو بیس درہم سالانہ سے لے کر پانچ ہزار سالانہ تک تھی۔ (۳)

قریش اور انصار کے نام رجسٹروں میں درج کرا کے ان کے رتبوں کے لحاظ سے تنخواہیں مقرر کیں۔ جو لوگ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے ان کی تنخواہیں سب سے زیادہ تھیں۔ اس کے بعد مہاجرین حبش اور دوسرے مجاہدین کا نمبر تھا۔

قومی بنیاد پر فوج کی تنظیم :

۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ سارے ملک کو فوجی خدمات کی بنیاد بنا دیا جائے۔ پہلے انہوں نے قریش اور انصار کی مردم شماری کرائی۔

''جب رجسٹر تیار ہوا تو حضرت عمرؓ نے ہدایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں سے شروع کرو، اور درجہ بدرجہ جو لوگ جس قدر رسول اللہ ﷺ سے دور ہوتے جائیں، اس ترتیب سے ان کے نام آخر میں لکھتے جاؤ۔ یہاں تک کہ جب میرے قبیلے تک نوبت آئے تو میرا نام بھی لکھو''۔ (۴)

ہر شخص کے بیوی بچوں کی تنخواہیں مقرر ہوئیں۔ چنانچہ مہاجرین اور انصار کی بیویوں کی تنخواہ ۲۰۰ سے ۴۰۰ درہم تک، اور اہل بدر کی اولاد ذکور کی دو ہزار درہم مقرر ہوئی۔ جن لوگوں کی جو تنخواہ مقرر ہوئی ان کے گھر کے غلام افراد بھی قانون کے تحت وہی تنخواہ پاتے۔ گھر کے افراد میں غلام بھی شامل سمجھے جاتے تھے۔

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اسلام کے نزدیک غلاموں کا کیا درجہ تھا، اور اسلامی ریاست نے مساوات کا کیسا عملی مظاہرہ کیا۔ اس وقت بیت المال، زکوۃ، صدقات، اور مال غنیمت پر مشتمل ہوتا۔ غنیمت کا پانچواں حصہ جو خزانے میں بھیجا جاتا اس سے تنخواہیں دی جاتیں۔

ہر مسلمان عرب فوج کا سپاہی تصور کرلیا گیا۔ ہر شخص کو تنخواہ کے علاوہ کھانا اور کپڑا بھی حکومت کی طرف سے ملتا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حکم نافذ کیا کہ: ''ممالک مفتوحہ میں کوئی عرب، زراعت یا تجارت کا پیشہ اختیار نہ کرے، اس سے فوجی جذبہ کے کمزور ہو جانے کا امکان تھا''۔ (۵)

جب وہ دفتر یا رجسٹر مکمل و مرتب ہوگیا تو اس کا نام ''دیوان'' رکھا۔ اس میں انہوں نے سابق الاسلام ہونے کے لحاظ سے تنخواہیں مقرر کیں۔ نہ کہ افضلیت و اولیت کے لحاظ سے۔ (۶)

جس قدر آدمی درج رجسٹر ہوئے اگرچہ سب درحقیقت فوج کی حیثیت رکھتے تھے لیکن انکی دو قسمیں قرار دی گئیں۔

ایک وہ جو ہر وقت جنگی مہموں میں مشغول رہتے تھے۔ یہ باقاعدہ فوج تھی۔ دوسرے وہ جو اپنے گھروں پر رہتے تھے اور ضرورت کے اوقات میں طلب کئے جاتے تھے۔ ان کو عربی میں مطوعہ کہتے ہیں، آج کل کی اصطلاح میں اسے رضا کار کہا جاتا ہے۔ لیکن تنخواہیں دونوں کو دی جاتی تھیں۔ (۷)

البتہ اتنا فرق ہے کہ آج کل عموماً رضا کار تنخواہ نہیں پاتے لیکن ریزرو فوجی تنخواہ پاتے ہیں۔

فوجی نظم و نسق کا یہ پہلا مرحلہ تھا، اس وجہ سے اس میں کچھ بے ترتیبیاں بھی تھیں۔ سب سے بڑا خلط بحث یہ تھا کہ فوجی تنخواہوں کے ساتھ سیاسی تنخواہیں بھی شامل تھیں، اور دونوں کا ایک ہی رجسٹر تھا۔ لیکن ۲۱ھ میں حضرت عمرؓ نے اس شعبے کو بہت مرتب اور منظم کردیا۔ (۸)

اس شعبے میں سب سے مقدم اور اصولی انتظام' ملک کا جنگی حیثیت سے مختلف حصوں میں تقسیم کرنا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ۲۰ھ میں فوجی اور ملکی حیثیت سے ملک کی دو تقسیمیں کیں۔

فوجی صدر مقامات:

فوجی حیثیت سے چند بڑے بڑے فوجی مراکز قرار دیئے' جن کا نام ''جند'' رکھا' یہی اصطلاح آج تک قائم ہے۔ انکی تفصیل یہ ہے۔

مدینہ۔ کوفہ۔ بصرہ۔ موصل۔ فسطاط۔ دمشق۔ حمص۔ بیت المقدس

حضرت عمرؓ کے زمانے میں فتوحات کی حد اگرچہ بلوچستان کے ساتھ مل گئی تھی لیکن جو ممالک آئینی ممالک کہے جاسکتے تھے وہ صرف عراق۔ مصر۔ جزیرہ۔ اور شام تھے۔ چنانچہ اسی اصول کی بنا پر فوجی صدر مقامات کا انتخاب انہی ممالک میں کیا گیا۔

فوج کے لیے انتظامات:

ان صدر مقامات میں جو انتظامات فوج کے لئے تھے وہ حسب ذیل تھے۔

فوجی بارکیں:

''فوجوں کے رہنے کے لئے بارکیں تھیں۔ کوفہ۔ بصرہ۔ اور فسطاط' یہ تینوں شہر دراصل فوج کے قیام اور بود و باش کے لئے آباد کئے گئے تھے''(۹)

موصل میں عجمیوں کے زمانے کا ایک قلعہ' چند گرجے اور معمولی مکانات تھے' ہرثمہ بن عرفجہ ازدی (گورنر موصل) نے حضرت عمر فاروقؓ کی ہدایات کے بموجب موصل کو شہر کی صورت میں آباد کیا' اور عرب کے مختلف قبیلوں کے لئے جدا جدا محلے بسائے۔

گھوڑوں کی نگہداشت:

ہر جگہ بڑے بڑے اصطبل بنائے گئے۔ جن میں چار چار ہزار گھوڑے ہر وقت ساز وسامان کے ساتھ تیار رہتے تھے۔ یہ صرف اس غرض سے تیار رکھے جاتے تھے کہ دفعتاً ضرورت پیش آجائے تو ۳۲ ہزار سواروں کا رسالہ تیار ہو جائے۔(۱۰)

۱۷ھ میں جزیرہ والوں نے دفعتاً بغاوت کی تو یہی تدبیر کلید ظفر ٹھہری۔ ان گھوڑوں کی پرداخت اور تربیت میں نہایت اہتمام کیا جاتا تھا۔ ''مدینہ منورہ کا انتظام حضرت عمرؓ نے خود اپنے اہتمام میں رکھا تھا۔ شہر سے چار منزل پر ایک چراگاہ تیار کرائی تھی اور خود اپنے غلام کو جس کا نام ھنی تھا اس کی حفاظت اور نگرانی کے لئے مقرر کیا تھا۔ ان گھوڑوں کی رانوں پر داغ کے ذریعے

سے یہ الفاظ لکھے جاتے تھے۔ جیش فی سبیل اللہ۔ (۱۱)

کوفہ میں اس کا اہتمام سلمان بن ربیعۃ الباہلی کے متعلق تھا۔ جو گھوڑوں کی شناخت اور پرداخت میں کمال رکھتے تھے۔ اس خصوصیت کے باعث سلمان الخیل کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ جاڑوں میں یہ گھوڑے اصطبل خانے میں رکھے جاتے تھے۔ بہار میں یہ گھوڑے ساحل فرات پر شاداب چراگاہوں میں چرائے جاتے تھے۔ سلمان ہمیشہ گھوڑوں کی تربیت میں نہایت کوشش کرتے تھے اور سال میں ایک دفعہ گھوڑ دوڑ بھی کراتے تھے۔ (۱۲)

خاص کر عمدہ نسل کے گھوڑوں کو انہوں نے نہایت ترقی دی۔ اس سے پہلے اہل عرب، نسل میں ماں کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ سب سے پہلے سلمان نے یہ امتیاز قائم کیا۔ چنانچہ جس گھوڑے کی ماں عربی نہیں ہوتی تھی دوغلا قرار دے کر تقسیم غنیمت میں سوار کو حصہ سے محروم کر دیتے تھے۔ (۱۳)

بصرہ کا اہتمام جزر بن معاویہ کے متعلق تھا جو صوبہ اہواز کے گورنر رہ چکے تھے۔

فوج کا دفتر:

فوج کے متعلق ہر قسم کے کاغذات اور دفتر انہی مقامات میں رہتا تھا۔

رسد کا غلہ:

رسد کے لئے جو غلہ اور اجناس مہیا کی جاتی تھیں وہ انہی مقامات میں رکھی جاتی تھیں، اور یہیں سے اور مقامات کو بھیجی جاتی تھیں۔

فوجی چھاؤنیاں:

ان صدر مقامات کے علاوہ حضرت عمرؓ نے بڑے بڑے شہروں اور مناسب مقامات میں نہایت کثرت سے فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ اگرچہ یہ ان کا عام اصول تھا کہ جو شہر فتح ہوتا تھا اسی وقت ایک مناسب تعداد کی فوج وہاں متعین کر دی جاتی تھی جو وہاں سے ٹلتی نہ تھی۔ ''حضرت ابو عبیدہؓ نے جب شام فتح کیا تو ہر ضلع میں ایک عامل مقرر کیا جس کے ساتھ ایک معتد بہ فوج رہتی تھی لیکن امن و امان قائم ہونے پر بھی کوئی بڑا ضلع یا شہر ایسا نہ تھا جہاں فوجی سلسلہ قائم نہیں کیا گیا''۔ (۱۴)

۱۶ھ میں جب ہرقل نے دریا کی راہ سے مصر پر حملہ کرنا چاہا تو حضرت عمرؓ نے تمام سواحل پر فوجی چھاؤنیاں قائم کر دیں۔ یہاں تک کہ عمرو بن العاص کی ماتحتی میں جس قدر فوج تھی اس کی ایک چوتھائی انہی مقامات کے لئے مخصوص کر دی۔ (۱۵)

عراق میں بصرہ وکوفہ اگرچہ خود محفوظ مقام تھے چنانچہ خاص کوفہ میں چالیس ہزار سپاہی ہمیشہ موجود رہتے تھے اور انتظام یہ تھا کہ ان میں سے ۱۰ ہزار بیرونی مہمات میں مصروف رکھے جائیں تاہم ان اضلاع میں عجمیوں کی جو فوجی چھاؤنیاں پہلے سے موجود تھیں، از سرنو تعمیر کر کے فوجی قوت سے مضبوط کر دی گئیں۔ '' خربیہ اور زابوقہ میں سات چھوٹی چھوٹی چھاؤنیاں تھیں، وہ سب نئے سرے سے تعمیر کر دی گئیں۔ (۱۶)

صوبہ خوزستان (۱۷) میں نہایت کثرت سے فوجی چھاؤنیاں قائم کی گئیں چنانچہ نہر تیری، مناذر، سوق الاھواز، سرق، ہرمزان، سوس، بنیان، جندی سابور، مہر جانقدق، یہ تمام مقامات فوجوں سے معمور ہو گئے، رے اور آذربائیجان کی چھاؤنیوں میں ہمیشہ ۱۰ ہزار فوجیں موجود رہتی تھیں۔ ان بڑی بڑی چھاؤنیوں کے علاوہ اکثر مقامات پر چھوٹی چھوٹی چھاؤنیاں بھی بقدر ضرورت موجود تھیں '' سرحدی مقامات اور ساحلی علاقوں کی حفاظت کا انتظام ایک علیحدہ محکمہ کے سپرد تھا۔ اس محکمہ نے عبداللہ بن قیس کی سرکردگی میں ضروری مقامات پر جا بجا قلعے تعمیر کرائے۔ (۱۸)

اسکندریہ میں یہ انتظام تھا کہ عمرؓو بن العاص کی افسری میں جس قدر فوجیں تھیں اس کی ایک چوتھائی تعداد اسکندریہ کے لئے مخصوص تھی، ایک چوتھائی ساحل کے مقامات میں رہتی تھی، باقی آدھی فوج خود عمروؓ بن العاص کے ساتھ فسطاط میں اقامت رکھتی تھی۔ '' یہ فوجیں بڑے بڑے وسیع ایوانوں میں رہتی تھیں اور ہر ایوان میں ان کے ساتھ ایک عریف رہتا تھا جو ان کے قبیلہ کا سردار ہوتا تھا اور جس کی معرفت ان کی تنخواہیں تقسیم ہوتی تھیں''۔ (۱۹)

ایوانوں کے آگے صحن کے طور پر وسیع افتادہ زمین ہوتی تھی۔

۱۷ھ میں حضرت عمرؓ نے جب شام کا سفر کیا تو ان مقامات میں جہاں ملک کی سرحد دشمن کے ملک سے ملتی تھی۔ (۲۰) مثلاً دلوک منبج، رعیان، قورس، تیزین، انطاکیہ وغیرہ۔ ایک ایک شہر کا دورہ کیا اور ہر قسم کا فوجی نظم ونسق اور مناسب انتظامات کئے۔ جو مقامات دریا کے کنارے پر واقع تھے اور بلاد ساحلیہ کہلاتے تھے یعنی عسقلان، یافا فیساریہ، ارسوف، عکا، صور، بیروت، طرابلس، صیدا، ایاس الاذقیہ۔ چونکہ رومیوں کی بحری طاقت کی زد پر تھے اس لئے ان کا جداگانہ انتظام کیا، اور اس کا افسر مجاز عبداللہ بن قیس کو مقرر کیا۔ (۲۱)

بالس چونکہ غربی فرات کے کنارے پر تھا اور عراق کی سرحد پر تھا، وہاں فوجی انتظام کے ساتھ اس قدر اضافہ کیا کہ شامی عرب جو اسلام قبول کر چکے تھے وہاں آباد کئے گئے۔ (۲۲)

حضرت عمرؓ کے زمانے میں اسلامی چھاونیاں ہر صوبے میں قائم کی گئیں، اور دیوان سے نام سے وظیفے جاری کئے گئے۔ (۲۳) اس سے ہر سپاہی کو اطمینان ہو گیا کہ اگر وہ اپنا کاروبار اور روزگار بند کر کے فوجی خدمت کے لئے چلا جائے تو اس کے اہل وعیال بھوکے نہیں مریں گے۔

۱۹ھ میں جب یزید بن ابی سفیان کا انتقال ہوا تو ان کے بھائی معاویہ نے حضرت عمرؓ کو اطلاع دی کہ سواحل شام پر زیادہ تیاری کی ضرورت ہے۔

حضرت عمرؓ نے اسی وقت حکم بھیجا کہ تمام قلعوں کی نئے سرے سے مرمت کرائی جائے اور ان میں فوجیں متعین کی جائیں اس کے ساتھ تمام دریائی منظر گاہوں پر پہرے والے تعنیات کیئے جائیں' اور آگ روشن رہنے کا انتظام کیا جائے۔(۲۴)

اس طرح اور سینکڑوں چھاؤنیاں جا بجا قائم کی گئیں۔''اصل یہ ہے کہ اس وقت تک اسلام کی فوجی قوت نے اگرچہ کسی قدر وسعت حاصل کر لی تھی' لیکن بحری طاقت کا کچھ سامان نہ تھا۔ادھر یونانی مدت سے اس فن میں مشاق تھے''۔(۲۵)

اس وجہ سے شام و مصر میں اگرچہ کسی اندرونی بغاوت کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔کیونکہ اہل ملک باوجود اختلاف مذہب کے مسلمانوں کو عیسائیوں سے زیادہ پسند کرتے تھے لیکن رومیوں کے بحری حملوں کا ہمیشہ کھٹکا لگا رہتا تھا۔اس کے ساتھ ایشیائے کوچک ابھی تک رومیوں کے قبضے میں تھا۔اور وہاں ان کی قوت کو کوئی خطرہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ان وجوہ سے ضروری تھا کہ سرحدی مقامات اور بندرگاہوں کو نہایت مستحکم رکھا جائے۔

فوجی چھاؤنیاں کس اصول پر قائم تھیں:

حضرت عمرؓ نے جس قدر فوجی چھاؤنیاں قائم کیں انہی مقامات میں کیں جو یا ساحل پر واقع تھے یا ایشیائے کوچک کے ناکے پر تھے۔''عراق کی حالت اس سے مختلف تھی کیونکہ وہاں سلطنت کے سوا ملک کے بڑے بڑے رئیس جو مرزبان کہلاتے تھے اپنی بقائے ریاست کے لئے لڑتے رہتے تھے۔اگر دب کر مطیع بھی ہو جاتے تو ان کی اطاعت پر اطمینان نہیں ہو سکتا تھا۔اس لیئے ان ممالک میں ہر جگہ فوجی سلسلہ قائم رکھنا ضروری تھا۔تاکہ مدعیان ریاست بغاوت کا خواب نہ دیکھنے پائیں۔''(۲۶)

فوجی دفتر کی وسعت:

حضرت عمرؓ نے اس سلسلے میں انتظامات کے ساتھ اور صیغوں پر بھی توجہ کی۔اور ایک ایک صیغے کو اس قدر منظم کر دیا کہ اس وقت کے تمدن کے لحاظ سے ایک معجزہ سا معلوم ہوتا ہے۔فوجوں کی بھرتی کا دفتر جس کی ابتداء مہاجرین اور انصار سے ہوئی تھی وسیع ہوتے ہوتے قریباً تمام عرب کو محیط ہو گیا۔مدینہ سے عسفان تک جو مکہ معظمہ سے دو منزل (۲۷) ادھر ہے جس قدر قبائل آباد تھے ایک ایک کی مردم شماری ہو کر رجسٹر بنے۔بحرین جو عرب کا انتہائی صوبہ ہے۔بلکہ عرب کے جغرافیہ نویس اس کو عراق کے اضلاع میں شمار کرتے ہیں وہاں کے تمام قبائل کا دفتر تیار کیا گیا۔کوفہ' بصرہ' موصل' فسطاط' جیزہ وغیرہ میں جس قدر عرب آباد ہو گئے تھے سب کے رجسٹر مرتب

ہوئے ۔ اس بے شمار گروہ کی علی قدر مراتب تنخواہیں مقرر کی گئیں ۔ اگرچہ ان سب کا مجموعی شمار تاریخوں سے معلوم نہیں ہوتا' تاہم قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم آٹھ دس لاکھ ہتھیار بند آدمی تھے ۔

ہر سال ۳۰ ہزار نئی فوج تیار ہوتی تھی (۲۸)

ابن سعد کی روایت ہے کہ ہر سال ۳۰ ہزار نئی فوج فتوحات کے لئے بھیجی جاتی تھی ۔ کوفہ کی نسبت علامہ طبری نے تصریح کی ہے' کہ وہاں ایک لاکھ آدمی لڑنے کے قابل بسائے گئے جن میں سے ۴۰ ہزار باقاعدہ فوج تھی یعنی ان کو باری باری سے ہمیشہ رے اور آذربائیجان کی مہمات میں حاضر رہنا ضروری تھا ۔ (۲۹) البتہ چھ ماہ کے بعد فوج کے افراد کو واپس وطن لوٹنے کی اجازت تھی ۔

یہی نظام تھا جس کی بدولت ایک مدت تک تمام دنیا پر عرب کا رعب وداب قائم رہا اور فتوحات کا سیلاب برابر بڑھتا گیا ۔ جس قدر اس نظام میں کمی ہوتی گئی ۔ مسلمانوں کی طاقت میں ضعف آتا گیا ۔

فوج میں ایرانی' رومی' ہندوستانی اور یہودی النسل بھی داخل تھے :

یزدگرد شاھنشاہ فارس نے ویلم کی قوم سے ایک منتخب دستہ تیار کیا تھا ۔ جس کی تعداد چار ہزار تھی اور جند شاھنشاہ یعنی فوج خاصہ کہلاتا تھا ۔ یہ فوج قادسیہ میں کئی معرکوں کے بعد ایرانیوں سے علیحدہ ہوکر اسلام کے حلقے میں آ گئی ۔ سعدؓ بن ابی وقاص گورنر کوفہ نے ان کو فوج مین داخل کر لیا ۔ اور کوفہ میں آباد کر کے ان کی تنخواہیں مقرر کر دیں ۔ (۳۰) اسلامی فتوحات میں ان کا نام جا بجا تاریخوں میں آتا ہے ۔

> ''یزدگرد کی فوج ہراول کا سردار ایک بڑا نامی گرامی افسر تھا جو سیاہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا ۔ تستر کے معرکہ میں سیاہ ہی کی تدبیر سے فتح حاصل ہوئی'' ۔ (۳۱)

باذان' نوشیروان کی طرف یمن کا گورنر تھا ۔ اس کی رکاب مین جو ایرانی فوج تھی ان میں سے اکثر مسلمان ہوگئے ۔ ان کا نام بھی دفتر فوج میں لکھا گیا ۔ تعجب یہ ہے کہ فاروقی لشکر ہندوستان کے بہادروں سے بھی خالی نہ تھا ۔ '' سندھ کے جاٹ جن کو اہل عرب زط کہتے تھے' یزدگرد کے لشکر میں شامل تھے' سوس کے معرکے کے بعد وہ اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے اور فوج میں بھرتی ہوکر بصرہ میں آباد کئے گئے'' ۔ (۳۲)

یونانی اور رومی بہادر بھی فوج میں شامل تھے ۔ فتح مصر میں ان میں سے پانچ سو آدمی شریک جنگ تھے ۔ جب عمروؓ بن العاص نے فسطاط آباد کیا تو یہ جداگانہ محلے میں آباد کئے گئے ۔

یہودی النسل لوگوں سے بھی یہ سلسلہ خالی نہ تھا۔ چنانچہ مصر کی فتح میں ان میں سے ایک ہزار آدمی اسلامی فوج میں شریک تھے۔

غرض حضرت عمرؓ نے صیغہ جنگ کو جو وسعت دی تھی اس کے لئے کسی قوم اور کسی ملک کی تخصیص نہ تھی۔ رضا کار فوج میں تو ہزاروں مجوسی نسل کے لوگ شامل تھے، جو مسلمان ہو چکے تھے۔ جن کو مسلمانوں کے برابر مشاہرے ملتے تھے۔ صیغہ جنگ کی یہ وسعت جس مین تمام قوموں کو داخل کرلیا گیا تھا۔ صرف اسلام کی ایک فیاضی تھی، اور مساوات کی بہترین مثال تھی۔ ورنہ فتوحات ملکی کے لئے عرب کو اپنی تلوار کے سوا اور کسی کا بھی ممنون نہیں ہونا پڑا۔ البتہ اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ جن قوموں سے مقابلہ تھا انہی کے ہم وطنوں سے ان کو لڑانا فن جنگ کا بڑا اصول ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کو نہایت خوبی سے برتا ہے۔

تنخواہوں میں ترقی:

اس کے بعد تنخواہوں کی ترقی کی طرف توجہ کی۔ چونکہ وہ فوج کو زراعت، تجارت اور اس قسم کے تمام اشغال سے الگ رکھنا چاہتے تھے اس لئے ضروری تھا کہ ان کی تمام ضروریات کی کفالت کی جائے۔ اس لحاظ سے تنخواہوں میں کافی اضافہ کیا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ شرح جو ۲۰۰ درہم سالانہ تھی ۳۰۰ درہم کردی۔ افسروں کی تنخواہ سات ہزار درہم سے لے کر دس ہزار درہم تک بڑھا دی۔ بچوں کا وظیفہ دودھ چھوڑنے کے بعد سے مقرر ہوتا تھا اب حکم دے دیا کہ پیدا ہونے کے دن سے مقرر کردیا جائے۔

رسد کا انتظام:

رسد کا بندوبست پہلے صرف اس قدر تھا کہ فوجیں مثلاً قادسیہ میں پہنچیں تو آس پاس کے دیہات سے جنس اور غلہ خریدلیں۔ البتہ گوشت کا بندوبست دارالخلافہ سے تھا۔ یعنی حضرت عمرؓ مدینہ منورہ سے بھیجا کرتے تھے۔ (۳۳)

پھر یہ انتظام ہوا کہ مفتوحہ قوموں سے جزیہ کے ساتھ فی کس ۲۵ آثار غلہ خریدا جاتا۔ مصر میں غلہ کے ساتھ روغن زیتون، شہد اور سرکہ بھی خریدا جاتا تھا۔ جو سپاہیوں کے سالن کا کام دیتا تھا۔

رسد کا مستقل محکمہ:

حضرت عمرؓ نے رسد کا ایک مستقل محکمہ قائم کیا جس کا نام اہراء تھا، شام میں عمر بن عقبہ اس محکمہ کے افسر مقرر ہوئے۔ اھراء، ہری کی جمع ہے۔ ھری ایک یونانی لفظ ہے۔ جس کے معنی گودام کے ہیں۔ تمام جنس اور غلہ ایک وسیع گودام میں جمع ہوتا تھا، اور مہینے کی پہلی کو ہر سپاہی کا مقررہ

راشن تقسیم ہوتا تھا''۔

خوراک' کپڑا اور بھتہ:

تنخواہ اور خوراک کے علاوہ کپڑا بھی دربار خلافت سے ملتا تھا۔ ان تمام باتوں کے ساتھ بھتہ بھی مقرر تھا۔ سواری کا گھوڑا سواروں کو اپنے اہتمام سے تیار کرنا ہوتا تھا۔ لیکن جو شخص کم سرمایہ ہوتا تھا' اور اس کی تنخواہ بھی ناکافی ہوتی تھی۔ اس کو حکومت کی طرف سے گھوڑا ملتا تھا۔ چنانچہ خاص اس غرض کے لئے حضرت عمرؓ کے حکم سے خود دارالخلافہ میں چار ہزار گھوڑے ہر وقت موجود رہتے تھے۔ (۳۴)

تنخواہ کی تقسیم کا طریقہ:

بھتہ و تنخواہیں وغیرہ کی تقسیم کے اوقات مختلف تھے۔ شروع محرم میں تنخواہ' فصل بہار میں بھتہ اور فصل کٹنے کے وقت خاص خاص جاگیروں کی آمدنی تقسیم ہوتی تھی۔ (۳۵)

تنخواہ کی تقسم کا یہ طریقہ تھا کہ ہر قبیلے کے ساتھ ایک عریف یعنی مقدم یا رئیس ہوتا تھا۔ فوجی افسر جو کم سے کم ۱۰' ۱۰ سپاہیوں پر افسر ہوتے تھے' اور جو امراء الاعشار کہلاتے تھے تنخواہ ان کو دی جاتی تھی وہ عریف کے حوالے کرتے تھے۔ ایک ایک عریف کے متعلق ایک ایک لاکھ درہم کی تقسیم تھی۔ چنانچہ کوفہ و بصرہ میں سو عریف تھے' جس کے ذریعے سے ایک کروڑ کی رقم تقسیم ہوتی تھی۔ (۳۶)

اس انتظام میں نہایت احتیاط اور خبر گیری سے کام لیا جاتا تھا۔ عراق میں امرائے اعشار نے تنخواہوں کی تقسیم میں بے اعتدالی کی تو حضرت عمرؓ نے دس دس کے بجائے سات سات سپاہی پر ایک ایک افسر مقرر کیا۔ عریف کا تقرر بھی فاروقی ایجادات سے تھا۔ جس کی تقلید مدتوں تک کی گئی۔

تنخواہوں کی ترقی:

تنخواہوں میں قدامت اور کارگردگی کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتا رہتا تھا۔ قادسیہ میں زہرہ' عصمة' جنتی وغیرہ نے بڑے مردانہ کام کئے تھے۔ اس لئے ان کی تنخواہیں دو' دو ہزار سے ڈھائی ہزار درہم ہو گئیں۔ مقررہ رقموں کے علاوہ غنیمت سے وقتاً فوقتاً جو ہاتھ آتا تھا اور علی قدر مراتب فوج پر تقسیم ہوتا تھا۔ اس کی کچھ انتہا نہ تھی۔ چنانچہ جلولاء میں نو نو ہزار' نہاوند میں چھ چھ ہزار درہم ایک ایک سوار کے حصے میں آئے تھے۔ صحت اور تندرستی قائم رکھنے کے لئے حسب ذیل قاعدے مقرر تھے۔

اختلاف موسم کے لحاظ سے فوج کی تقسیم:

جاڑے اور گرمی کے لحاظ سے لڑائی کی جہتیں متعین کر دی تھیں۔ ''گرم ملکوں پر سردیوں میں اور سرد ملکوں پر گرمیوں میں فوج کشی ہوتی''۔ (۳۷)

اس تقسیم کا نام شاتیہ اور صافیہ رکھا۔ یہی اصطلاح آج تک قائم ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے مؤرخین مغربی مہمات اور فتوحات کو صرف صوائف کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ انتظام حضرت عمرؓ نے ۱۷ھ میں کیا تھا۔ (۳۸)

بہار کے زمانے میں فوجوں کا قیام:

فصل بہار میں فوجیں ان مقامات پر بھیج دی جاتی تھیں۔ جہاں کی آب و ہوا عمدہ اور سبزہ و مرغزار ہوتا تھا۔ یہ قاعدہ اول اول ۱۷ھ میں جاری کیا گیا۔ جب مدائن کی فتح کے بعد وہاں کی خراب آب و ہوا نے فوج کی تندرستی کو نقصان پہنچایا۔ تو عتبہ بن غزوان کو لکھا۔ ہمیشہ جب بہار کا موسم آئے تو فوجیں شاداب اور سرسبز مقامات میں چلی جائیں۔ عمرو بن العاص گورنر مصر' موسم بہار کے آنے کے ساتھ فوج کو باہر بھیج دیتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ سیر و شکار میں بسر کریں اور گھوڑوں کو چرا کر فربہ بنا کر لائیں۔

آب و ہوا کا لحاظ:

بارکوں کی تعمیر اور چھاؤنیوں کے بنانے میں ہمیشہ عمدہ آب و ہوا کا لحاظ کیا جاتا تھا۔ مکانات کے آگے کھلے ہوئے خوش فضا صحن چھوڑے جاتے تھے۔ فوجوں کے لئے جو شہر آباد کئے گئے مثلاً کوفہ' بصرہ' فسطاط وغیرہ ان میں صحت کے لحاظ سے سڑکیں' کوچے اور گلیاں نہایت وسیع ہوتی تھیں۔ حضرت عمرؓ کو اس میں اس قدر اہتمام تھا کہ مساحت اور وسعت کی تفاصیل بھی خود لکھ کر بھیجتے تھے۔ (۳۹)

کوچ کی حالت میں فوج کے آرام کا دن:

فوج جب کوچ پر ہوتی تھی تو حکم تھا کہ ہمیشہ جمعہ کے دن قیام کرے۔ پورے ایک شب و روز قیام رکھے تا کہ لوگ دم لے لیں اور ہتھیاروں اور کپڑوں کی دیکھ بھال کر لیں۔ ہر روز اسی قدر یہ بھی تاکید تھی کہ ہر روز اسی قدر مسافت طے کریں جس سے تھکنے نہ پائیں اور پڑاؤ وہیں کیا جائے جہاں ہر قسم کی ضروریات مہیا ہوں۔ (۴۰) چنانچہ سعدؓ بن وقاص کو جو فرمان فوجی ہدایتوں کے متعلق لکھا اس میں اور اہم باتوں کے ساتھ ان تمام جزئیات کی تفصیل بھی لکھی۔

اسی طرح حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کو جب سپہ سالار مقرر کیا تو تفصیلی احکام بھیجے۔

رخصت کی قاعدے:

رخصت کا بھی باقاعدہ انتظام تھا۔ جو فوجیں دور دراز مقامات پر مامور تھیں۔ ان کو سال میں ایک دفعہ ورنہ دو دفعہ رخصت ملتی۔

ایک موقع پر جب حضرت عمرؓ نے ایک عورت کو اپنے شوہر کی جدائی میں دردناک اشعار پڑھتے سنا تو افسروں کو احکام بھیج دیئے کہ کسی شخص (فوجی) کو چار مہینے سے زیادہ باہر (میدان جنگ میں) رہنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ (۴۱)

لیکن یہ تمام آسانیاں اسی حد تک تھیں۔ جہاں تک ضرورت کا تقاضا تھا۔ ورنہ آرام طلبی' کاہلی' عیش پرستی سے بچنے کے لئے سخت بندشیں تھیں۔

فوجی قواعد میں چار باتیں لازمی تھیں۔ تیراکی' سواری' تیراندازی اور ننگے پاؤں چلنا۔ (۴۲) حضرت عمرؓ نے جفاکشی کی روح برقرار رکھنے کے لئے یہ حکم دیا کہ کوئی سپاہی رکاب میں پاؤں ڈال کر سوار نہ ہو۔

ریشمی لباس نہ پہنے' دھوپ سے نہ بچے اور حمام میں نہ نہائے۔ (۴۳)

فوج کا لباس:

تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فوج کے لئے کوئی خاص لباس جس کو وردی کہتے ہیں قرار دیا تھا۔ فوج کے نام ان کے جو احکام منقول ہیں ان میں صرف اس قدر ہے کہ لوگ عجمی لباس نہ پہنیں۔ لیکن اس حکم کی تعمیل پر چنداں زور نہیں دیا گیا کیونکہ ۲۱ھ میں جب مصر میں ذمیوں پر جزیہ مقرر ہوا تو فوج کے کپڑے بھی اس میں شامل تھے۔ اور وہ یہ تھے کہ اون کا جبہ' لمبی ٹوپی یا عمامہ' پاجامہ اور موزہ۔ (۴۴) حالانکہ اول اول پاجامہ اور موزہ کو حضرت عمرؓ نے بتصریح منع کیا تھا۔

فوج میں خزانچی ومحاسب ومترجم:

فوج کے متعلق حضرت عمرؓ کی اور بہت سی ایجادیں ہیں۔ جن کا عرب میں کبھی وجود نہ تھا۔ مثلاً ہر فوج کے ساتھ ایک افسر خزانہ' ایک محاسب' ایک قاضی اور متعدد مترجم ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ متعدد طبیب اور جراح ہوتے تھے۔ چنانچہ جنگ قادسیہ مین عبدالرحمن بن ربیعہ قاضی زیاد بن ابی سفیان محاسب' ہلال ہجری مترجم تھے۔ (۴۵) فوج میں محکمہ عدالت سررشتہ حساب' مترجمی اور ڈاکٹری کی ابتداء بھی اسی زمانے سے ہے۔

فن جنگ میں ترقی:

اس میں شک نہیں کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں سابق کی نسبت فن جنگ نے بہت ترقی کی۔ عرب میں جنگ کا پہلا طریقہ یہ تھا کہ دونوں طرف کے غول بے ترتیب کھڑے ہو جاتے تھے۔ پھر دونوں طرف سے ایک ایک سپاہی نکل کر لڑتا تھا اور باقی تمام فوج چپ کھڑی رہتی تھی۔ آخر میں عام حملہ ہوتا تھا۔

اسلام کے آغاز میں صف بندی کا طریقہ جاری ہوا' فوج کے مختلف حصے قرار پائے۔ مثلاً میمنہ' میسرہ وغیرہ۔ (۴۶) حضورؐ نے بدر کی لڑائی میں اس کا آغاز کیا۔

۱۵ھ میں فوج کی تعداد چالیس ہزار کے قریب تھی۔ حضرت خالدؓ کی ماتحتی میں ۳۶ صفوں میں تقسیم کر دیا' اور تمام فوج کو مرکزی طاقت کے تحت لڑایا۔

حضرت عمرؓ سپہ سالاروں کی سخت نگرانی کرتے تھے' ذرا سی سختی یا سستی پر انہیں ڈانٹ دیا کرتے تھے۔ غرض کہ ان کے عہد خلافت میں فوجی تنظیم کو نہایت ارتقاء حاصل ہو گیا تھا۔

عمال کو فوجی بھرتی کا حکم:

جنگ قادسیہ سے پہلے جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ ایرانیوں نے یزدجرد کو بادشاہ بنایا ہے۔ تو آپؓ نے عرب عمال کو جو قبائل اور بستیوں پر مامور تھے حکم دیا کہ ''ہر اس شخص کو جو بہادر' شہ سوار' ذی رائے اور ہتھیار بند ہو چن لو اور میرے پاس بھیج دو''۔ (۴۷)

فوج کے مختلف حصے:

حضرت عمرؓ کے زمانے میں فوج کے جس قدر حصے اور شعبے تھے وہ حسب ذیل ہیں:

قلب: سپہ سالار اس حصے میں رہتا تھا

مقدمہ: قلب کے آگے کچھ فاصلے پر ہوتا تھا

میمنہ: قلب کے دائیں ہاتھ پر رہتا تھا۔ میسرہ۔ بائیں ہاتھ پر

ساقہ: سب سے پیچھے۔

طلیعہ: گشت کی فوج جو دشمن کی فوجوں کی دیکھ بھال رکھتی تھی۔

رو: ساقہ کے پیچھے رہتی تھی تاکہ دشمن عقب سے حملہ نہ کر سکے۔

رائد: جو فوج کے چارہ اور پانی کی تلاش کرتی تھی۔

رکسان: شتر سوار

فرسان: گھوڑا سوار

راجل: پیادہ

رماۃ: تیر انداز (۴۸)

جنگ بویب ۱۳ھ میں مجاہدین کی صف آرائی: مثنی کے میمنہ اور میسرہ پر بشیر اور بسر بن ابی دہم تھے اور سواروں پر معنیٰ اور امدادی دستوں پر بسر متعین تھے۔ مثنیٰ نے اپنی فوج کی صفوں میں گھوم کر لوگوں کو مناسب ہدایات دیں وہ اس وقت اپنے گھوڑے شموس پر سوار تھے۔ (۴۹)

جنگی ہدایات:

۱۶ھ میں جنگ جلولاء میں حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو لکھا ''ہاشم بن عتبہ کو بارہ ہزار سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ جلولاء بھیجو۔ اس کے ہراول دستے پر عمرو کو بھیجو۔ اس کے میمنہ پر سعد بن مالک ہو اور میسرہ پر عمرو بن مالک بن عتبہ ہو اور اس کے پچھلے حصہ پر عمرو بن مرہ جہنی کو مقرر کیا جائے۔'' (۵۰)

سیف کی دوسری روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو لکھا کہ ''اللہ مہران کے لشکر اور رضیہ الانطاق دونوں کو شکست دے گا۔ تم قعقاع بن عمرو کو آگے بھیجو تا کہ وہ سواد عراق اور جبل کے درمیان مساوی فاصلے پر رہیں''۔

حضرت عمرؓ کا خط:

حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو لکھا۔

''تم عبداللہ بن المقم کو انطاق کے مقابلے کے لئے بھیجو۔

اس کے ہراول دستے پر ربعی بن افکل عنزی کو مقرر کرو۔ اس کے میمنہ پر حارث بن حسان ذہلی کو، اس کے میسرہ پر فرات بن حیان عجلی کو، اس کے پچھلے حصے پر ہانی بن قیس کو اور گھوڑ سواروں پر عرطبہ بن ہرثمہ کو مقرر کرو''۔ (۵۱)

سربراہ ریاست ومملکت کی طرف سے اس قدر تفاصیل ان کی عسکری معاملہ فہمی اور مردم شناسی کا ثبوت ہے۔

ہر سپاہی کو جو ضروری چیزیں ساتھ رکھنی پڑتی تھیں:

ہر سپاہی کو جنگ کی ضرورت کی تمام چیزیں اپنے ساتھ رکھنی پڑتی تھیں۔ ''فتوح البلدان'' میں لکھا ہے کہ کثیر بن شہاب (حضرت عمرؓ کے ایک فوجی افسر تھے) کی فوج کا ہر سپاہی اشیائے ذیل ضرورا اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ سوئیاں' سوا' ڈورا' قینچی' سوتالی' توبڑا اور چھلنی۔ (۵۲)

قلعہ شکن آلات:

قلعوں پر حملہ کرنے کے لئے منجیق کا استعمال اگرچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شروع ہو چکا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے ۸ ھ میں طائف کے محاصرے میں اس سے کام لیا گیا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس کو بہت ترقی ہوئی اور بڑے بڑے قلعے اس کے ذریعہ فتح ہوئے۔ مثلاً ۱۶ ھ میں بہرہ شیر کے محاصرے میں ۲۰ منجیق استعمال کی گئیں۔ (۵۳)

محاصرے کے لئے ایک اور آلہ تھا جس کو دبابہ (۵۴) کہتے تھے۔ اس کے علاوہ لکڑی کا ایک برج ہوتا تھا۔ جس میں اوپر تلے کئی درجے ہوتے تھے اور نیچے پہیے لگے ہوتے تھے۔ نقب زنوں کو دبابہ کے اندر' سنگ اندازوں اور تیراندازوں کو برج کے اندر بٹھا دیا جاتا تھا۔ اور ان کو ریلتے ہوئے آگے بڑھاتے جاتے تھے۔ اس طرح قلعہ کی جڑ میں پہنچ جاتے تھے اور قلعہ کی دیواروں کو آلات کے ذریعے توڑ دیتے تھے۔ بہرہ شیر کے محاصرہ میں یہ آلات استعمال کئے گئے۔

سفر مینا۔ انجینئر کور Sappers and Miners

راستہ صاف کرنا' سڑک بنانا' پل باندھنا یعنی جو کام آج کل سفر مینا کی فوج سے لیا جاتا ہے اس کا انتظام بھی نہایت معقول تھا۔ یہ کام خاص کر مفتوحہ قوموں سے لیا جاتا تھا۔ عمروؓ بن العاص نے جب فسطاط فتح کیا تو مقوقس والی مصر نے یہ شرط منظور کی کہ فوج اسلام جدھر رخ کرے گی مینا کی خدمت کو مصری انجام دیں گے۔ (۵۵)

چنانچہ عمروؓ بن العاص جب رومیوں کے مقابلہ کے لئے اسکندریہ کی طرف بڑھے تو خود مصری منزل بمنزل پل باندھتے اور سڑک بناتے۔ علامہ مقریزی نے لکھا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کے سلوک نے تمام ملک کو گرویدہ کرلیا تھا۔ اس لئے قبطی خود بڑی خوشی سے ان خدمتوں کو انجام دیتے تھے۔

خبر رسانی اور جاسوسی:

جاسوسی اور خبر رسانی کا انتظام نہایت خوبی سے کیا گیا تھا۔ اور اس کے لئے قدرتی

سامان ہاتھ آ گئے تھے۔ شام وعراق میں کثرت سے عرب آباد تھے' ان میں سے ایک گروہ کثیر نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ لوگ چونکہ مدت سے ان ممالک میں رہتے تھے۔ اس لئے کوئی واقعہ ان سے چھپ نہیں سکتا تھا۔ ان لوگوں کو اجازت دی کہ اپنا اسلام لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔ چونکہ یہ لوگ ظاہری وضع قطع سے پارسی یا عیسائی معلوم ہوتے تھے اس لیئے دشمن کی فوجوں میں جہاں چاہتے تھے چلے جاتے تھے۔ یرموک' قادسیہ' تکریت میں انہی جاسوسوں کی بدولت بڑے بڑے کام نکلے۔ (۵٦)

شام میں ہر شہر کے رئیسوں نے خود اپنی طرف سے اور اپنی خوشی سے جاسوس لگا رکھے تھے۔ جو قیصر کی فوجی تیاریوں اور نقل وحرکت کی خبریں پہنچاتے تھے۔ (۵۷)

اردن اور فلسطین کے اضلاع میں یہودیوں کا ایک فرقہ رہتا تھا جو سامرہ کہلاتا تھا۔ یہ لوگ خاص جاسوسی اور خبر رسائی کے کام کے لئے مقرر کئے گئے۔ اس کے صلے میں ان کی مقبوضہ زمینیں ان کو معافی میں دی گئیں۔ (۵۸)

اسی طرح جراجمہ کی قوم اس خدمت پر مامور ہوئی کہ ان کو بھی خراج معاف کر دیا گیا۔ ۱۴ھ میں قادسیہ کے معرکہ میں ''حضرت سعدؓ نے طلیحہ اور عمرو کو خبر رسانی کے لئے سواروں کے بغیر بھیجا''۔ (۵۹)

فوجی انتظام کے سلسلے میں جو چیز سب سے بڑھ کر حیرت انگیز ہے یہ ہے کہ باوجود یکہ اس قدر بے شمار فوجیں تھیں اور مختلف ممالک ' مختلف قبائل' مختلف طبائع کے لوگ اس سلسلے میں داخل تھے۔ اس کے ساتھ وہ نہایت دور دراز مقامات تک پھیلی ہوتی تھیں' جہاں سے دارالخلافہ تک سینکڑوں ' ہزاروں کوس کا فاصلہ تھا۔ تاہم تمام فوج اس طرح حضرت عمرؓ کے قبضہ قدرت میں تھی گویا وہ خود ہر جگہ فوج کے ساتھ موجود ہیں۔

خبر رسانی اور جاسوسی کا نہایت مکمل انتظام تھا۔ ہر فوج کے ساتھ پرچہ نویس ہوتے جو ایک ایک بات کی خبر حضرت عمرؓ کو پہنچاتے رہتے تھے۔ اس کا بڑا فائدہ یہ تھا کہ اسلامی فوجیں جس حصہ میں ہوتیں حضرت عمرؓ ان کی نقل وحرکت اور پوزیشن سے پورے طور پر آگاہ رہتے اور حسب ضرورت ہدایات بھیجتے رہتے۔ اس طرح گویا فوجوں کی کمان خود حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں ہوتی۔ (٦۰)

پرچہ نویسوں کا انتظام:

حضرت عمرؓ نے ہر فوج کے ساتھ وقائع نگار لگا رکھے تھے اور فوج کی ایک ایک بات کی ان کو خبر پہنچتی رہتی تھی۔ علامہ طبری ایک موقع پر لکھتے ہیں:

وكانت تكون لعمر العيون في كل جيش فكتب الى بما كان في

فلک الغزاة بلغه الذی قال عتبه (٦١)

اس انتظام سے حضرت عمرؓ یہ کام لیتے تھے کہ جہاں فوج میں کسی شخص سے کسی قسم کی بے اعتدالی ہو جاتی تھی فوراً اس کا تدارک کر دیتے تھے۔ جس سے اوروں کو بھی عبرت ہو جاتی تھی'' ایران کی فتوحات میں عمرو معدی کرب نے ایک دفعہ اپنے افسر کی شان میں گستاخانہ کلمہ کہہ دیا تھا۔ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی' اس وقت انہوں نے عمرو معدی کرب کو تحریر کے ذریعے ایسی چشم نمائی کی کہ پھر ان کو کبھی ایسی جرأت نہ ہوئی'' (٦٢)

حضرت فاروق اعظمؓ نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ بیت المال کی رقم سے ہر شہر میں اس کی حالت وحیثیت کے مطابق سواروں کے جنگی رسالے مقرر کئے تھے جو ہر وقت تیار رہتے اور ضرورت پر کام آتے۔ چنانچہ اسی قسم کے چار ہزار سوار خاص کوفہ میں متعین تھے جن کے سردار سلمان بن ربیعہ باہلی تھے اور ان کے ساتھ کچھ کوفہ کی عام سپاہ بھی تھی۔ (٦٣)

دس سپاہیوں پر ایک عریف (مکھیا) مقرر کرو۔ اور ہر دسویں حصے پر ایک سالار پھر ساری فوج کو جنگی ڈھنگ سے مرتب کرو۔ یہ کام مسلمان سرداروں کی موجودگی اور مشورے سے ہو''۔ (٦٤)

عورتوں اور بچوں کی جنگی خدمات:

جنگ میں عورتوں اور بچوں سے بھی کام لیا جاتا تھا۔ عورتیں مسلمان زخمیوں کی مرہم پٹی کا کام کرتی تھیں اور بچے زخمیوں کو پانی پلاتے تھے۔ (٦٥)

۱۴ھ میں جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کے لشکر میں جو بچے تھے۔ وہ شہیدوں اور زخمیوں کی طرف گئے ان کے ہاتھوں میں پانی کے مشکیزے تھے وہ ہر اس زخمی مسلمان کو پانی پلاتے تھے جس میں کچھ جان باقی تھی۔ (٦٦)

بہادر سپاہیوں کو انعامات:

ابراہیم اور عامر روایت کرتے ہیں کہ ۱۴ھ میں یوم قادسیہ کے بہادر سپاہیوں کو عطیات کے موقع پر پانچ سو درھم کا مزید انعام دیا گیا تھا' ایسے انعام حاصل کرنے والے پچیس اشخاص تھے۔ وہ اشخاص جو گذشتہ دنوں میں بھی جنگ کر چکے تھے' انہیں تین تین ہزار دیا گیا' انہیں اہل قادسیہ پر ترجیح دی گئی تھی۔ (٦٧)

فوج کی حوصلہ افزائی کے لئے بہادر سپاہیوں کو انعامات سے نوازا جاتا۔ سیف کی روایت ہے کہ حضرت سعدؓ نے ۱۶ھ میں جنگ جلولاء کے خمس سے خاص انعام کے طور پر اس شخص کو عطیہ دیا تھا جس نے اس جنگ میں سب سے بڑھ کر بہادری کے کارنامے انجام دیئے تھے۔

اور ایک انعام اس کو دیا تھا۔ جس نے مدائین میں سب سے بڑھ کر بہادری کا کارنامہ انجام دیا تھا۔

حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو جو جنگ نہاوند میں شریک ہوئے اور رضا کاروں میں سے جنہوں نے بہادری کے کارنامے انجام دیے' دو دو ہزار کے عطیات دیے اور انہیں اہل قادسیہ کے برابر تسلیم کیا۔ (۶۸)

''ایک خط میں حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو لکھا کہ سورماؤں کو ان کے حصہ سے زیادہ دو''۔

سپہ سالاروں میں سے اگر کسی کا خط دیر سے پہنچتا تو آپ بہت فکرمند ہوتے۔ ایک خط میں حضرت ابوعبیدہ کا خط دیر سے پہنچنے پر اپنی پریشانی کا اظہار کیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(۱)۔ شبلی نعمانی۔الفاروق (طبع: لاہور۔ ت ن)۔ص: ۲۴

(۲)۔ ایضاً۔ص: ۲۴۱

(۳)۔ تنخواہوں کی تفصیل میں مختلف روایتیں ہیں۔لیکن ان میں بہت کم فرق ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے: فتوح البلدان (بلاذری) ص: ۲۴۸، کتاب الخراج (ابو یوسف)۔ص: ۲۴، تاریخ طبری۔ص: ۲۴۱۱

(۴)۔ الفاروق۔ص: ۲۴۳

(۵)۔ ندوی: شاہ معین الدین۔خلفائے راشدین۔(طبع: لاہور ۱۹۸۷ء) ص: ۱۴۳

(۶)۔ حمید الدین۔ڈاکٹر۔تاریخ اسلام۔(طبع: لاہور۔۱۹۸۷ء) ص: ۱۵۵

(۷)۔ ندوی: شاہ معین الدین۔تاریخ اسلام۔(طبع: لاہور۔۱۹۴۸ء) ض: ۳۴۰

(۸)۔ ایضاً

(۹)۔ الفاروق۔ص: ۲۴۵

(۱۰)۔ طبری: محمد بن جریر۔تاریخ الرسل والملوک۔(طبع: تہران۔۱۳۶۳ھ) ص: ۲۵۹۴

(۱۱)۔ متقی: علاء الدین علی۔کنز العمال۔(طبع حیدر آباد دکن۔۱۳۱۲ھ) ۶/ ۳۲۶

(۱۲)۔ تاریخ طبری۔۳/ ۷۰

(۱۳)۔ الفاروق۔ص: ۲۴۶

(۱۴)۔ ایضاً۔ص: ۲۴۷

(۱۵)۔ تاریخ طبری۔ص: ۲۵۹۴

(۱۶)۔ فتوح البلدان۔(اردو ترجمہ طبع کراچی) ص: ۳۵۰

(۱۷)۔ اس صوبہ میں عرب آبادی بصرہ کے سامنے تھی۔

(۱۸)۔ تاریخ اسلام (ڈاکٹر حمید الدین)۔ص: ۱۵۷

(۱۹)۔ ایضاً

(۲۰)۔ عربی زبان میں ان کو فروج یا ثغور کہتے ہیں۔

(۲۱)۔ تاریخ طبری۔ص: ۲۵۲۳

(۲۲)۔ فتوح البلدان (بلاذری)۔ص: ۱۵۰

(۲۵)۔ ایضاً۔: ۱۲۸

(۲۶)۔ الفاروق ۔ص: ۲۴۹

(۲۷)۔ دو دن کا سفر ''منزل'' ۔عموماً ۹ سے بارہ میل ۔

(۲۸)۔ کنزالعمال ۔۶ ۔۳۳۱ ۔ امام مالک نے ''الموطا'' میں تمیں ہزار کے بجائے چالیس ہزار کی تعداد بیان کی ہے۔

(۲۹)۔ الفاروق ۔ص: ۲۵۰

(۳۰)۔ فتوح البلدان (بلاذری) ص: ۲۸۰

(۳۱)۔ الفاروق ۔ص: ۲۵۱

(۳۲)۔ ایضاً ۔ص: ۲۷۵

(۳۳)۔ فتوح البلدان ۔ص: ۲۵۶

(۳۴)۔ کتاب الخراج (ابو یوسف) ۔ص: ۲۷

(۳۵)۔ تاریخ طبری ۔ص: ۲۴۸۶

(۳۶)۔ الفاروق ۔ص: ۲۵۳

(۳۷)۔ تاریخ اسلام (ڈاکٹر حمید الدین) ۔ص: ۱۵۸

(۳۸)۔ الفاروق ۔ص: ۲۵۴

(۳۹)۔ ایضاً ۔ص: ۲۵۵

(۴۰)۔ عقد الفرید ۔۱/ ۴۹

(۴۱)۔ الفاروق ۔ص: ۲۵۵

(۴۲)۔ اسلامی تاریخ وتمدن ۔۳۸۹' خلفائے راشدین ۔۱۴۴

(۴۳)۔ ایضاً

(۴۴)۔ فتوح البلدان ۔ص: ۳۱۵

(۴۵)۔ تاریخ طبری ۔ص: ۲۲۲۶

(۴۶)۔ مقدمہ ابن خلدون ۔فصل فی الحروب

(۴۷)۔ تاریخ طبری ۔۲/ ۳۴۲

(۴۸)۔ الفاروق ۔ص: ۲۵۷

(۴۹)۔ تاریخ طبری ۔۲/ ۳۲۳

(۵۰)۔ ایضاً۔۳/۵۲

(۵۱)۔ ایضاً

(۵۲)۔ فتوح البلدان۔ص:۲۱۸

(۵۳)۔ الفاروق۔ص:۲۱۸

(۵۴)۔ آج کل اسی کو ٹینک کہتے ہیں۔

(۵۵)۔ مقریزی۔ص:۱۶۳

(۵۶)۔ تاریخ شام۔(الماذری)۔ص:۱۵۴

(۵۷)۔ کتاب الخراج (ابو یوسف)۔ص:۸۰

(۵۹)۔ فتوح البلدان۔ص:۱۵۸

(۶۰)۔ تاریخ طبری۔(اردو ترجمہ)۲/۳۸۷

(۶۱)۔ تاریخ اسلام (ڈاکٹر حمید الدین)۔۱۵۸

(۶۲)۔ الفاروق۔ص:۲۵۹

(۶۳)۔ تاریخ اسلام (مولوی عبد الحلیم)۔ص:۲۷۲

(۶۴)۔ تاریخ طبری۔(اردو ترجمہ)۔۲/۴۵۰

(۶۵)۔ ایضاً

(۶۶)۔ ایضاً

(۶۷)۔ ایضاً

(۶۸)۔ ایضاً۔۳/۱۶۳